برصغیر پاک و ہند میں رونما ہونے والے واقعات کا حل صرف مقبول دعاؤں میں پوشیدہ ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 1998ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انورؒ نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَاۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝۵۹ (النساء:59)

پھر فرمایا:

یہ آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ النساء کی انسٹھویں آیت ہے اور بظاہر شاید یہ دکھائی نہ دے کہ اس کا گہرا تعلق پاکستان اور ہندوستان میں رونما ہونے والے واقعات سے ہے مگر جیسا کہ میں اس خطبہ کے دوسرے حصّہ میں وضاحت کروں گا اس کا بہت گہرا اطلاق برصغیر میں رونما ہونے والے واقعات سے ہے اور ان مسائل کا حل بھی اسی میں شامل ہے جو آج ہمیں درپیش ہیں لیکن اس سے پہلے میں عمومی تبصرہ کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس آیت کا پس منظر جو اس وقت دکھائی دے رہا ہے وہ روشن ہو جائے۔

ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ایک پہلا راؤنڈ ہوا تھا جس کے متعلق خیال تھا کہ ہندوستان وہ راؤنڈ جیت گیا ہے اور پاکستان کو وہاں کے ایک وزیر نے کھلم کھلا چیلنج کیا کہ اب نکالو اپنا ایٹم بم اگر

تمہارے پاس بھی ہے۔ حقیقت میں یہ بات ایسے نہیں جیسے دکھائی دے رہی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ پاکستان اور ہندوستان دونوں کے ایٹم بمز کے متعلق یا ان کے بم بنانے کی صلاحیت کے متعلق اور بموں کا جتنا ذخیرہ وہ اکٹھے کر چکے ہیں ان کے متعلق تمام متجسس عالمی طاقتوں کو شروع سے علم ہے۔ جو وہ جھوٹ بول رہے ہیں اور دھوکا دے رہے ہیں یہ سراسر برصغیر میں ایک فساد پھیلانے کی ایک مذموم کوشش ہے، جو ایک جال بُنا گیا ہے وہ انہوں نے ڈال دیا ہے اور اس جال کے ڈالنے میں ہندوستان بھی آلۂ کار بنا ہوا ہے اور ہندوستان کو علم نہیں کہ یہ دھوکا دینے والے لوگ ہیں۔ جو دجل کا پہلو ہے اس کو آنحضرت ﷺ نے چودہ سو برس پہلے بیان فرما دیا تھا۔ ہندوستانی تو، یعنی اکثر ان کے، رسول اللہ ﷺ کی اس پیش گوئی کو قبول نہیں کرتے لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے جس قوم کی بعض صفات کو پیش نظر رکھ کر یا جن قوموں کی بعض صفات کو پیش نظر رکھ کر لفظ دجال کا اطلاق فرمایا تھا وہ آج عالمی طاقتوں پر بعینہٖ پورا اُتر رہا ہے۔ دجل اور فریب کی حکومت ہے جس کے نتیجے میں یہ جال بُنتے ہیں اور پھر ڈالتے ہیں اور اس میں وہ مچھلیاں قابو آتی ہیں جو سمجھتی ہیں کہ ہم ان کے جال میں قابو آنے والے نہیں، ہمیشہ قابو آجاتی ہیں۔ اب بظاہر یہ صرف پاکستان کے خلاف سازش ہے مگر حقیقت میں جیسا کہ حالات سے ظاہر ہوگا اور میں اس کا تجزیہ تفصیل سے پیش کروں گا یہ ہندوستان کے خلاف بھی سازش ہے۔ یہ پاکستان اور ہندوستان کے عوام کے خلاف سازش ہے اور ان دونوں ملکوں کو ہمیشہ کے لئے ناکارہ کرنے کی ایک سازش ہے جس کے متعلق آئندہ حالات اپنے پَر پُرزے کھولیں گے تو آپ سب کو دکھائی دینے لگ جائیں گے۔ یہ پس منظر ہے جس کے تعلق میں میں اب موجودہ حالات پر تبصرہ کرتا ہوں۔

یہ جو کہا گیا کہ پہلا راؤنڈ ہندوستان جیت گیا، میں نے بھی ایک موقع پر یہی کہا تھا کہ دیکھنے میں لگتا ہے کہ پہلا راؤنڈ ہندوستان جیت گیا ہے مگر اس کے ساتھ ہی ایک دھمکی بھی ہے اور چیلنج بھی کہ تم بھی ایٹم بم چلا کے دکھاؤ۔ یہ وہ چیز تھی جو میں نے جرمنی کے ایک سوال جواب کے موقع پر کھولی تھی کہ اس میں بہت خطرناک چال پوشیدہ ہے۔ یہ بات تو سب پر عیاں ہونی چاہئے کہ آغاز ہی سے ان عالمی متجسس طاقتوں کی پاکستان اور ہندوستان کے ایٹمی ذخائر پر گہری نظر ہے۔ کوئی انتہائی بے وقوف ہوگا جو اس کا انکار کرے۔ اس لئے ہندوستان کو بھی علم تھا کہ پاکستان کے پاس یہ ایٹمی ذخائر موجود ہیں۔

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انہوں نے اس فخر سے اعلان کیا ہو کہ ہے نہیں دکھاؤ، لیکن ظاہر یہی کیا کہ کر کے تو دکھاؤ۔ اس وقت تک پاکستان کی حکومت نے بھی یہ اعلان نہیں کیا تھا کہ ہمارے پاس ذخائر موجود ہیں اس لئے وہ یہ اعلان کرتے رہے کہ ہمارے پاس Know How یعنی اس کا علم موجود ہے اور جب چاہیں ہم ایک منٹ کے اندر اندر ایٹم بم بنا سکتے ہیں۔ گوہر ایوب صاحب نے کہا اتنا آسان ہے جیسے تالے میں چابی گھما دی جائے۔ یہ نہایت احمقانہ بات ہے۔ تالے میں چابی گھمانے کا اور عمل ہے اور ایٹم بم بنانے کا فیصلہ کرنے کے بعد وقت کا انتظار یہ ایک بالکل اور بات ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی فیصلہ کرنے کے بعد فوری طور پر ایٹم بم نہیں بنا سکتی، لمبے وقت چاہئیں۔ چنانچہ یہ وہ حصّہ تھا جس کو عملاً انہوں نے اس اعلان کے ساتھ ظاہر کر دیا کہ چابی فیصلہ کی چاہئے۔ عملاً ہمارے پاس موجود ہے اور چونکہ اس وقت حالات کا اقرار پاکستان کی طرف سے نہیں تھا اس لئے بظاہر یہ کہا جا سکتا تھا کہ ہو سکتا ہے انہوں نے چین سے ایٹم بم حاصل کر لیا ہو لیکن یہ بات درست نہیں۔ آغاز ہی سے سب کو علم تھا کہ پاکستان کے پاس کتنے ایٹم بم بن چکے ہیں، کتنے موجود ہیں خزانے میں اور اسی طرح ہندوستان کا بھی علم تھا۔

جو ڈرامہ کھیلا گیا ہے اب میں اس کے متعلق بتاتا ہوں کہ ڈرامہ ہے کیا۔ جب ہندوستان نے یہ چال چلی اور ایٹمی دھماکہ کیا تو اس کے خلاف پابندیاں عائد کی گئیں اور بڑی حکومتیں چاہتی تھیں کہ پاکستان کے خلاف بھی ضرور پابندیاں عائد کریں۔ اس لئے انڈیا کی حکومت یا اس کے سربراہوں نے یہ اعلان کیا کہ دھماکہ کر کے دکھاؤ۔ اچھا بھلا علم تھا کہ موجود ہے سب کچھ، وہ چاہتے تھے کہ یہ دھماکہ کریں تو ان کے اوپر بھی بعینہٖ اسی طرح کی پابندیاں عائد کی جائیں اور اس طرح ملک کے عوام غربت کی چکی میں پیسے جائیں۔ اُن کا ایک مخفی سہارا موجود تھا اگرچہ وہ بھی ایک دھوکا ہے۔ جب بھی عالمی طاقتیں کسی ملک کی مالی امداد بند کرنے کا فیصلہ کرتی ہیں، اگر وہ جاری رکھنا چاہیں تو ہمیشہ اسرائیل کو استعمال کرتی ہیں۔ اسرائیل کی معرفت وہ مخفی مالی امداد جاری رہتی ہے لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا یہ بھی ہندوستان کے ساتھ دھوکا ہے۔ اسرائیل کے ذریعے ملنے والی امداد جنگ کو پھیلانے میں اور اس کے خطرناک اثرات کو ظاہر کرنے کے لحاظ سے یہ امداد مُمِدّ ہو سکتی ہے یعنی ایک دھوکا ہو سکتا ہے کہ اس امداد سے ہمیں گویا کہ جنگی کارخانے کو چلانے کے لئے مالی سہولتیں مہیا ہو گئیں لیکن ناممکن ہے کہ

اسرائیل ہو یا امریکہ ہو ہندوستان کے بھوکے عوام کا پیٹ بھر سکے، یہ دھوکا ہے۔ جنگ شروع کروا دیں گے اور جیسا کہ قرآن کریم نے شیطان کا حال لکھا ہے کہ تِیلی لگا کر پیچھے ہٹ جائے گا اور اس کے بداثرات پھر ہندوستان کو خود برداشت کرنے پڑیں گے۔ یہ حماقت ہے جو وہاں کی لیڈرشپ سے سرزد ہوئی ہے اور ایٹمی دھماکہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ پاکستان کو ٹریپ (Trap) کیا جائے۔

پاکستان نے جو جوابی ایٹمی دھماکہ کیا ہے اس کا پاکستان کو پوری طرح حق تھا اس میں ہرگز کوئی شک نہیں لیکن اہل عقل کا کام تھا کہ اس حق کو اپنے مفاد کے طور پر استعمال کریں، مخالف استعمال نہ کریں۔ عملاً اس وقت پاکستان کا جو Census ہے اس میں ستر فیصد لوگوں نے ایٹمی دھماکے کے حق میں اور تیس فیصد نے اس کے خلاف ووٹ دیا ہے۔ یہ بات درست نہیں کہ جو تیس فیصد ہیں وہ ملک کے دشمن ہیں۔ ان میں بھاری تعداد ایسے دانشوروں کی ہے جن کے سامنے کئی اندیشے ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ جانتے ہوں کہ یہ سب کچھ ڈرامہ رچایا گیا ہے تا کہ پاکستان کو گھسیٹ لیں مگر اس جوابی کارروائی سے کم سے کم ایک فائدہ جو فوری طور پر پہنچتا ہوا دکھائی دیتا ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان کو اب ظاہری طور پر جرأت نہیں ہوسکتی کہ پاکستان کو اپنے نیوکلیئر بمز کا نشانہ بنائے۔ یہ جو فتح ہے اس کی خوشیاں جتنی چاہیں پاکستان والے منائیں اس کا ہر پاکستانی کو حق ہے کہ وہ یہ دوسرا راؤنڈ جیتنے کی اس لحاظ سے خوشی منائے لیکن جن لوگوں نے اس کے متعلق غور کر کے یہ اعلان کیا کہ مناسب نہیں تھا، ان کے ذہن میں ایک تو یہ بات ہوسکتی ہے کہ مالی پابندیاں عائد کرنے کا بہانہ بنایا گیا تھا پاکستان اس ٹریپ میں پڑ گیا۔ ہندوستان کو اس کے بغیر بھی جرأت نہیں ہوسکتی تھی کہ پاکستان کو اپنے ایٹمی ہتھیاروں کا نشانہ بنائے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے عملاً جو ٹریپ بنایا گیا ہے، یعنی اہل دانش پاکستان کے جو بات کرتے ہیں یہ بات کرتے ہیں کہ جو ٹریپ بنایا گیا ہے اس ٹریپ کے اندر پاکستان جا پڑا اور اس کے بہت سے نقصانات جو ہیں وہ اب آہستہ آہستہ ظاہر ہوں گے۔ دونوں طرف کے عوام گلیوں میں نکلے ہیں بیچارے، دونوں طرف کے عوام کو پتا ہی کوئی نہیں کہ آگے آئندہ اُن سے کیا ہونے والا ہے۔ ہمیشہ ایسی صورت حال میں عوام مارے جاتے ہیں اور غریب عوام قربانی میں سب سے آگے اور مار پڑنے کے لحاظ سے بھی سب سے آگے، ان بے چاروں کا پہلے والا حال بھی نہیں رہے گا۔ وقتی طور پر جشن منانا اور بات ہے مگر بھوکے پیٹ گزارہ کرنا بالکل اور بات ہے۔

یہ جوجنون کا دور ہے دونوں ملکوں میں یہ توختم ہو جائے گا باقی بھوک رہ جائے گی۔ پھر بھوک بھی فساد پیدا کرے گی اور ملک کا رہا سہا نظام بھی وہ بھوکے اپنی بغاوت کے ذریعہ تباہ کر دیں گے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو گہری نظر سے دیکھنے والی تھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اہل دانش ان باتوں کو پیش نظر رکھ کر یہ بات کر رہے ہیں۔

دوسری بات ایٹمی تابکاری ہے۔ ان دھماکوں کو محض اس کھیل کا آخری باب تصور کرنا بالکل غلط ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ تابکاری کے اثرات اب لمبے عرصے تک ظاہر ہوتے چلے جائیں گے اور ہندوستان میں جو دھماکے ہوئے تھے اس کی تابکاری کے اثرات بھی پاکستان میں محسوس ہونے لگے ہیں۔ وہاں کے جو روزمرّہ کے ٹمپریچرز ہیں، درجہ حرارت، وہ بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے جو دھماکے ہمارے اپنے ملک کے اندر ہوئے ہیں ان کی تابکاری سے بے خوف ہونے کی کوئی بھی وجہ نہیں ہے۔ بہت ہی خوفناک چیز ہے۔ وہ دُھواں ہے جس کے متعلق قرآن کریم نے متنبہ فرمایا تھا کہ ایک ایسا عالمی دُھواں ہے جس کے سائے کے نیچے کوئی امن نہیں، وہ ہلاک کرنے والا دُھواں ہے اور زندگی کی ہر شکل کو ہلاک کر دے گا۔ پس یہ دُھواں اپنے ملک میں پیدا کر رہے ہیں اور جشن منا رہے ہیں۔ ایسی پیچیدگیاں ہیں اس صورتِ حال کی کہ جن سے نپٹنا بہت مشکل کام اور بہت دوررس نگاہ کی ضرورت رکھتا ہے اور اہل دانش کو، حکومت کے ہوں یا حکومت سے باہر ان سب کو سر جوڑ کر ان مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی حل تجویز کرنا چاہئے۔ اب جو ہو چکا وہ تو ہو چکا آئندہ کیسے ان سے نجات ملے گی یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جو اس وقت درپیش ہے۔

تابکاری کے متعلق تو میں جماعت احمدیہ کو خصوصیت سے اور ان کی وساطت سے سارے پاکستان اور پھر ہندوستان کی جماعت احمدیہ اور سارے ہندوستان کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ ہومیو پیتھک دوا ایک ایسی موجود ہے جس کو ہم نے بارہا تجربہ کر کے دیکھا ہے، تابکاری کے اثرات ہو بھی چکے ہوں تو ان کو مٹانے میں غیر معمولی مدد کرتی ہے۔ ایک دوا کا نام ہے **ریڈیم برومائیڈ** (Radium Bromide) اور ایک کا نام ہے **کارسی نوسن** (Carcinosin)۔ میں نے ان دونوں دواؤں کو کامیابی کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ ایسے مریضوں کے اوپر استعمال کی ہیں جن کو تابکاری کا ہسپتالوں میں نشانہ بنایا گیا تھا اور خطرہ تھا کہ پھر وہ ہاتھ سے نکل جائیں گے لیکن جب ان دواؤں کو ان پر

استعمال کیا گیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بالکل ٹھیک ہنستے کھیلتے وہ اپنے ہسپتالوں سے باہر نکل آئے یا باہر نکلنے کے اُمیدوار ہیں۔ تو جو میں بات کہہ رہا ہوں یہ ایک فرضی تعلّی کی بات نہیں، درحقیقت آزمودہ بات ہے اور ہر جگہ احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے لئے بھی ان دواؤں کو ابھی استعمال کرنا شروع کردیں اور غیروں کے لئے بھی اپنی رحمت کا دروازہ کھولیں اور ان کو بھی آمادہ کریں ورنہ ایک دفعہ وسیع پیمانے پہ یہ شروع ہوگئی تو ہر گھر تک پہنچنا مشکل ہوجائے گا۔ اس لئے جیسے بھی ہوسکے اعلان کرکے، اشتہار دے دے کے اہل پاکستان اور اہل ہندوستان سے کہیں کہ اب آپ تابکاری کے خلاف ایک ٹھوس قلعہ بند ہونے کی تیاری کرو اور یہ قلعہ بندی جو میں عرض کررہا ہوں یہ حقیقت ہے۔ یہ ایک افسانہ یا کہانی نہیں ہے لیکن ناممکن ہے کہ وسیع پیمانے پہ ہر شخص اِس نصیحت کو سن بھی سکے، اس پر عمل کرسکے، وہ دوائیں اس کے لئے حاصل ہوں۔ اس لئے میرے کہنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا لیکن یہ تو ضرور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک احمدی مخلص اور سچے ثابت ہوں گے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا احسان ہو اور ان کی دعائیں مقبول ہوں تو ان کے ملکوں کے باقی باشندوں پر بھی اللہ تعالیٰ جیسے چاہے احسان کی نظر فرمائے لیکن یہ پیغام پہنچانا میرا فرض ہے۔

اب میں جو اس جال کی اصل حقیقت ہے اس کے متعلق روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اسرائیل ان باتوں کے پیچھے ہے۔ جو معلومات مجھے ہندوستان سے ملتی رہی ہیں ان کے مطابق اسرائیل کے گوریلے کشمیر میں بھی اور ہندوستانی فوج میں بھی جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور اسرائیل میں ہندوستانی فوجیوں کو گوریلا ٹریننگ دینے کے مراکز بنائے گئے ہیں اور اس کے نتیجے میں کشمیر پر بے انتہا مظالم کا ایک دور آنے والا ہے کیونکہ اسرائیل کی ٹریننگ میں خود ان کی کتابوں کی رو سے جن کا میں نے گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے، محض میرے دعویٰ کے طور پر نہیں ان کی کتابوں کی رو سے یہ بات داخل ہے، کہ ہم اپنے گوریلوں کو یہ لازمی تربیت دیتے ہیں کہ رحم کا نام بھی ان کو نہ پتا ہو۔ ایسا تشدد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں کہ جس کے نتیجے میں تمام انسانی جذباتی قدریں پامال ہوں لیکن ان کو کوڑی کی بھی پرواہ نہ ہو۔ یہ وہ ٹریننگ ہے جو ہندوستان کو دی جاچکی ہے۔ اور جو پہلا خطرہ ان حالات کے بعد مجھے دکھائی دے رہا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں طرف کی ایٹمی توانائی کے نتیجہ میں ایک دوسرے کو باندھ دیا گیا ہے کہ ایک دوسرے پر ایٹمی حملہ نہ کریں اور کشمیر میں ہندوستان جو بھی کرے وہ اس میں آزاد

ہو جائے۔ اور جو مجھے دکھائی دے رہا ہے وہ آئندہ کشمیر پر بے انتہا مظالم کا دور آنے والا ہے۔ جتنے بھی وہاں مزاحمت کے اڈّے موجود ہیں پاکستان کہتا ہے کہ پاکستان سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اب جب تعلق نہیں ہے تو پھر احتجاج بھی نہیں کر سکتے، یہ ظاہر بات ہے۔ اس لئے جو پاکستان کہتا ہے اس کے خلاف مجھے کہنے کا حق نہیں ہے کیونکہ بہرحال میرا ملک ہے میں اپنے ملک کے صاحب اقتدار لوگوں کے کھلے دعویٰ کا انکار نہیں کر سکتا، اس کی عملی ظاہری تردید نہیں کر سکتا۔ پس فرض کریں کہ پاکستان سے ان کا کوئی تعلق نہیں جب کوئی تعلق نہیں تو ہندوستان یہ موقف لے گا کہ ہم اپنے ملک کے باشندوں پر جو چاہیں کریں تم کون ہوتے ہو۔؟ اس کا جواب پاکستان صرف یہ دے سکتا ہے کہ ہیں تو تمہارے ملک کے باشندے مگر عملاً ان کو تمہارے ملک کا باشندہ ہم تسلیم نہیں کرتے اس لئے احتجاج کر سکتے ہیں۔ مگر جب تک باؤنڈریز موجود ہیں ان کے احتجاج کی کوئی بھی قیمت نہیں۔ ہندوستان نے لازماً پورے انتظام کر لئے ہیں کہ ان اڈّوں کو جو پاکستان کے نہ سہی مگر ہندوستان کے مفاد کے خلاف ہیں، خواہ وہ مفاد ناجائز ہو، ہندوستان کے مفاد کے خلاف اہل کشمیر میں جہاں جہاں بھی مزاحمت کے اڈّے ہیں ان کو کلیۃً بے رحمی کے ساتھ کچل دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں بے انتہا ظلم ہونے والا ہے۔

اور یہ جو ایٹم بمز یا نیوکلیئر بمز کی Threat اس کا خطرہ ہے وہ دونوں طرف سے Lock ہو کر ڈیٹرنٹ (Deterrent) بن گیا ہے۔ نہ پاکستان ہندوستان کے خلاف بم استعمال کر سکتا ہے، نہ ہندوستان پاکستان کے خلاف بم استعمال کر سکتا ہے۔ یہ جو چھتری بن گئی ہے اس چھتری کے نیچے وہ کشمیر میں ہر اس جدوجہد کا صفایا کر دیں گے جو ان کے مفاد کے خلاف ہے۔ پاکستان احتجاج ہی کر سکتا ہے۔ کن کے پاس؟ ان حکومتوں کے پاس جو اس سازش میں شریک ہیں۔ کیا یونائٹڈ نیشنز میں احتجاج کرے گا جو خوب جانتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے اور کوئی قدم نہیں اٹھا رہے۔ پس یہ احتجاج بالکل بے معنی ثابت ہوگا اور عملاً ہندوستان کو روک نہیں سکے گا۔ اس کی صرف ایک صورت ہے کہ ہندوستان پھر آزاد کشمیر پر حملہ کرنے کی جرأت کرے جو ان کے ارادوں میں داخل ہے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر پاکستانی فوج کو پوری طرح جوابی کارروائی کا حق ہوگا اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا مگر اس لڑائی نے دونوں ملکوں کی اقتصادیات کو بالکل تباہ کر دینا ہے۔ اقتصادیات کا ایک بڑا حصّہ تو پہلے

ہی نیوکلیئر ہتھیاروں کی تیاری میں خرچ ہو گیا اور اب جبکہ تمام عالم کی طرف سے مالی پابندیاں عائد ہو چکی ہیں اب مزید جنگ کا نہ ہندوستان متحمل ہو سکتا ہے نہ پاکستان متحمل ہو سکتا ہے۔ یہ وہ خطرات ہیں جو میرے سامنے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر جشن منایا جا رہا ہے تو ایک دوسرے کے ساتھ جو پرانی روایتی دشمنیاں اور مخالفتیں ہیں ان کے نتیجے میں ایک جشن منایا جا رہا ہے۔ لیکن گلیوں میں بھنگڑے ڈالنا کوئی حقیقت میں معنی خیز ردّعمل نہیں ہے۔ ہندوستان بھنگڑے ڈالے تو ڈالے لیکن پاکستان کے لئے قرآن راہنما تھا، رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ راہنما تھا، ان کو میں سمجھتا ہوں مختلف ردّعمل دکھانا چاہئے تھا لیکن سب سے زیادہ تکلیف اس بات سے ہوتی ہے کہ جو بھنگڑے ڈال رہے ہیں ان پر ہی مصیبت ٹوٹنی ہے۔ یہ جو بڑے لوگ ہیں یہ اپنے پیسے پہلے ہی بیرونی دنیا میں منتقل کروا بیٹھے ہیں۔ جو پاکستان کے ہمدرد ہیں بیرونی دنیا کے ہوں یا اندرونی انہوں نے پہلے اپنے پیسے یا پاکستان میں رکھے ہوئے تھے یا پاکستان کی اپیل پر کہ ہم تمہیں واپس کرنے کی اجازت دیں گے بہت سا روپیہ باہر سے اندر بھجوا دیا اور وہ بھی ٹریپ ہو گئے اب وہ باہر نہیں بھجوا سکتے۔ جنہوں نے پہلے سے پیسہ باہر بھجوایا ہوا ہے وہ اندر منگوا نہیں رہے اگر وہی منگوا لیتے تو بہت بڑا مالی فائدہ ملک کو پہنچ سکتا تھا مگر اپوزیشن ہو یا حکومت ہو ان کے تعلق والے جتنے ہیں جن کا کچھ اختیار ہے ان کے متعلق جو عالمی افواہیں پہنچتی ہیں وہ یہ ہیں کہ ان کے سب کے روپے امریکہ میں یا انگلستان میں یا سوئٹزرلینڈ میں یا دوسرے ایسے ممالک میں محفوظ پڑے ہوئے ہیں۔ یہ ان کا وہم ہے کہ محفوظ پڑے ہوئے ہیں وقت بتائے گا کہ جس کو یہ محفوظ سمجھتے ہیں وہ ایسا ہی ہے جیسا دودھ کو بلّے کی حفاظت میں چھوڑ دیا جائے۔ اگر وہ دودھ محفوظ ہے تو پھر آپ کا روپیہ محفوظ ہے۔ اب کم سے کم یہ وقت تھا قومی غیرت دکھانے کا اب اس وقت آپ واپس منگوا سکتے تھے۔ اگر واپس منگوا سکتے اور واپس منگوا لیتے تو اچانک ملک میں ایسی روپے کی بہتات ہوتی جس سے ساری دنیا سے مال خریدا جا سکتا ہے۔ اگر ایسے روپے کی بہتات ہو جس سے ملک کے اندر مہنگائی بڑھ جائے وہ بالکل اور بات ہے۔ مگر بین الاقوامی کرنسی یعنی پاؤنڈ یا ڈالرز وغیرہ ان کو منگوا لینے سے دنیا میں بے شمار ایسے ملک ہیں جو کسی پابندی کی پرواہ نہیں کریں گے اور ان کو ان پیسوں کے بدلے نقد اشیاء مہیا کر سکتے ہیں جس کی ملک کو ضرورت ہے۔ یہ دولت یا اس دولت کی فراوانی کبھی بھی افراطِ زر کا موجب نہیں بنا کرتی۔ افراطِ زر کا موجب ہمیشہ وہ دولت بنتی ہے

جو نوٹوں کے ذریعہ چھاپی جائے اوراس کے پیچھے اس کو مستحکم کرنے کے لئے کوئی ٹھوس ذرائع موجود نہ ہوں، بیرونی چیز کوئی خریدی نہ جاسکتی ہو۔تو اگر کوئی حل تھا تو وہ یہ تھا اور ہمیشہ کے لئے یہ لوگ اپنی قوم کے حقیقی محسن شمار کئے جاتے اوراس کے نتیجے میں ملک کو بہت بڑے انحطاط اور بحران سے چھٹکارا مل سکتا تھا لیکن اب میں نہیں جانتا کہ یہ مشورہ فائدہ مند بھی ہوگا کہ نہیں، ہوسکتا ہے دیر ہو چکی ہو اور یہ لوگ پہلے ہی اس روپے پر بیٹھ چکے ہوں جس طرح سانپ خزانے پر بیٹھتا ہے اوران کو اس کو استعمال کرنے کی اجازت نہ رہی ہو۔ یہ ہے اب صورت حال جس کے کچھ اور پہلو ہیں۔

یہ میں عرض کر چکا ہوں کہ پاکستان کے علاوہ ہندوستان سے بھی دھوکا ہوا ہے جس کو ابھی علم نہیں کہ کیا دھوکا ہو چکا ہے اور کیا خطرات درپیش ہیں۔ میں اب آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کو ایک اور خطرہ بھی لاحق ہے اور وہ خطرہ ہے جس کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے، وہ یہ ہے کہ اسرائیل نے بارہا کھلم کھلا اعلان کیا ہے کہ اگر پاکستان نے ایٹمی بم بنالئے یا ایٹمی توانائی کے بم بنالئے تو ہم پاکستان کے ان اڈّوں کو برباد کردیں گے۔اس اسرائیلی دھمکی کو کھلم کھلا ٹیلی ویژن، اخبارات کے ذریعہ پیش کیا جاچکا ہے اور بارہا پیش کیا جاچکا ہے۔ اس لئے ہندوستان کے خلاف تو ڈیٹرنٹ (Deterrent) بنالیا آپ نے لیکن اسرائیل جہاں سے اصل خطرہ ہے اس کے خلاف کیا ڈیٹرنٹ ہے۔ جب تک فوری طور پر ایسی میزائل نہ بنائی جاسکیں کہ جو اسرائیل کو نشانہ بنائیں اور پاکستان میں بیٹھے ہوئے اسرائیل کو نشانہ بنائیں اس وقت تک یہ خوفناک کھیل ختم نہیں ہوسکتی۔ ہرگز میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اسرائیل کو نشانہ بنایا جائے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر اسرائیل کو اور امریکہ کو یہ یقین ہو جائے کہ پاکستان اپنے ایٹمی توانائی کے ذخائر کے برباد ہونے سے پہلے یا برباد کرنے سے پہلے یا اس کے ردّعمل کے نتیجے میں کچھ ایسی جگہ یہ ذخائر منتقل کرسکتا ہے کہ وہ پھر اسرائیل پر بعینہٖ یہی ہتھیار استعمال کریں، اگر یہ بات یقینی طور پر پاکستان کو حاصل ہوجائے تو ناممکن ہے کہ یہ عالمی جال ان کو کسی پھندے میں پھنسا سکے اوراس طرف توجہ نہیں ہے اوراس کے لئے ابھی وقت چاہئے اور محنت چاہئے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کے لئے وہ میزائل بنانا جو پاکستان بیٹھے اسرائیل مار کرسکیں اور نشانے پر مار کرسکیں ابھی ایک کاردارد معلوم ہوتا ہے۔اگرایسی میزائل چائنا (China) سے حاصل کی جاسکتی ہیں تو ہرگز اس میں بھی دیر نہیں کرنی چاہئے۔ عالمی طاقتوں کو یقین دلانا ضروری ہے کہ اگر

اسرائیل کو اجازت دی گئی کہ وہ ظالمانہ کارروائی کرے تو ہم ضرور جوابی کارروائی کریں گے اور جوابی کارروائی کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ بات ہو جائے تو یہ آخری دور جو ہے یہ پاکستان کے لئے بہت ہی عمدہ اور فیصلہ کن دور ثابت ہوگا جس کے بعد پھر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اندرونی کوششیں یا بیرونی کوششوں کے نتیجے میں بہت حد تک پاکستان خود کفیل ہو سکتا ہے لیکن جو خطرہ ہے وہ یہ کہ عوام النّاس پر جو بادل منڈلا رہے ہیں ان بادلوں کو دور کرنے کا کوئی علاج نہیں ہے۔

اب میں اس آیت کریمہ کی طرف آتا ہوں جس کی میں نے تلاوت کی تھی۔ میں نے عرض کیا تھا کہ بظاہر لوگوں کو علم نہیں ہوگا کہ اس آیت کا اطلاق ہو رہا ہے اور اس آیت میں ہر بات کا حل موجود ہے۔ پہلی بات یہ ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔ ڈیما کریسی کو ہدایت ہے کہ جب تم اپنے حکام چنا کرو تو جو امانت دار ہوں، جو تمہاری امانت کو ادا کرنے کا حق رکھتے ہوں ان کو چنا کرو لیکن یہ ڈیما کریسی کا تصور نہ ہندوستان میں ہے نہ پاکستان میں ہے۔ آج جو حکام دونوں طرف کے، فیصلے کرنے کے مجاز ہیں وہ ان صفات سے عاری ہیں۔ نہ وہ عدل کی صفت رکھتے ہیں نہ امانت کی صفت رکھتے ہیں اور جتنی خرابیاں آج درپیش ہیں وہ انہی دو صفات کے فقدان کا نتیجہ ہیں۔ اب دیکھیں اگر عدل، جیسا کہ قرآن کریم عدل کو ایک ایسی قدر کے طور پر پیش کرتا ہے جو عالمی ہے جو کسی ملک میں محدود نہیں، اگر ایسے عدل کو کشمیر میں جاری کر کے دیکھیں تو مسئلہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ کشمیری کے ساتھ عدل ہونا چاہئے تھا اس کے جو حقوق ہیں وہ ادا ہونے چاہئے تھے۔ ہندوستان کے ہاتھ سے جاتا یا نہ جاتا اس کی بحث بالکل الگ ہے۔ کشمیری کا اپنا ایک حق ہے اور وہ عدل اگر ہندوستان کے حکمران مہیا کرتے تو کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوتا۔ یہ سارے مسائل کشمیر پر ہندوستان کے تسلط کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہیں اور بجائے اس کے کہ اب بھی عدل کی طرف متوجہ ہوتا عدل کے فقدان کا علاج عدل کے مزید فقدان کے ذریعہ کئے جانے کی کوشش کی جارہی ہے یعنی پہلے کون سا عدل تھا وہاں، اب ظلم اور سفاکی کو جس کی مثال دنیا میں کم ملتی ہے اس کو استعمال کیا جائے گا عدل کے نہ ہونے کے توڑ کے طور پر اور یہ بات ختم ہونے والی نہیں۔ یہ اتنی زہریلی بات ہے جب یہ عمل میں آئے گی تو پھر یہ اپنا اصل چہرہ ظاہر کرے گی کہ نفرت اور ظلم کے نتیجہ میں کبھی بھی انصاف دب نہیں سکا۔ ساری دنیا میں تمام انسانی تاریخ گواہ ہے کہ عدل کے فقدان کا علاج عدل قائم کرنا ہے نہ کہ ظلم اور

سفا کی کا بڑھانا۔تو پہلی بات جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس آیت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ عدل اور امانت کے پیش نظر نہ ہندوستان میں حکومتیں قائم کی جارہی ہیں، نہ پاکستان میں قائم کی جارہی ہیں اور عدل کا فقدان اس طرح بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خود اپنے عوام سے یہ عدل نہیں کرتے ۔ کشمیر کو چھوڑ و بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے ، کیا ہندوستان کے حکمران اپنے غریب اور بھوکے عوام سے عدل کررہے ہیں؟ کیا ان کا مالی اور اقتصادی نظام دولت کو چند ہاتھوں میں سمیٹنے کا موجب نہیں بنا ہوا؟ کیا عوام النّاس اس ظالمانہ مشین میں روز بروز پیسے نہیں جارہے؟ ان کی روٹی کی کس کو فکر ہے، ان کے پانی کی کس کو فکر ہے؟ تو جو قوم اپنے حکمران وہ چنے جو عدل سے اور امانت سے عاری ہیں پھر وہ ان سے وہی سلوک کرتے ہیں۔

پس ایک پہلو سے ذمہ داری پھر بیچارے عوام کالانعام پر آجاتی ہے۔ یہ لوگ عقل سے عملاً اتنے عاری ہوتے ہیں جیسے مویشی عاری ہوں اور چنتے ہیں اپنے راہنما اور راہنما وہ چنتے ہیں جو لازماً ان کو جہنم کی طرف لے کے جاتے ہیں یعنی دنیاوی جہنم میں جھونک دیتے ہیں۔ان کو حقیقت میں کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کہ کتنے لاکھوں کروڑوں بھوکے گلیوں میں مر رہے ہیں، کن کن مصائب کا شکار ہیں، کیا کیا بیماریاں ان میں پھیل رہی ہیں، کس طرح وہ اپنی عورتوں، اپنی بچیوں کی عصمتیں بیچتے پھرتے ہیں تا کہ روٹی کے دو لقمے مہیا ہوں۔ یہ آیت ان ساری باتوں کی نشان دہی کر رہی ہے اور یہ آیت اگر چہ مسلمانوں کو مخاطب ہے مگر تمام دنیا کی ہر قوم کو مخاطب ہے۔ یہ آیت کریمہ مجھے یہ اختیار دیتی ہے کہ خواہ میں پاکستان کا ہوں یا ہندوستان کا ہوں یا کسی بھی ملک کا باشندہ ہوں اس زبان میں کلام کروں جو عالمی زبان ہے اور یہ زبان صرف قرآن کی زبان ہے۔خود انصاف پر قائم رہتے ہوئے ہر ایک کو میں وہ بات کہہ سکتا ہوں جو بات انصاف کے منافی نہیں بلکہ انصاف پر قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ پس یہ ہے درحقیقت آخری صورت جس کو سمجھنے کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اس پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میری آواز کمزور ہے لیکن اس کمزور آواز کو سننے والے اگر کچھ عقل رکھتے ہوں تو اس کو غلط کہنے کی استطاعت نہیں رکھتے ۔حقائق بول رہے ہیں کہ تم لوگوں کو بغیر انصاف کے چنا گیا اور تم نے خود اپنی قوم سے انصاف نہیں کیا اور اب ان کو گلیوں میں نچا رہے ہو اس خوشی میں کہ کل تم پر ساری مصیبت ٹوٹے گی اور تمہارے حکمران اپنے اپنے علاقوں میں قلعہ بند

ہو جائیں گے اور ان کو کچھ پرواہ نہیں ہوگی کہ کتنے غریب بھوکے گلیوں میں مرتے ہیں اور کتنے بچے اور بچیاں تباہ حال ہو رہے ہیں۔ اس بات کی کوئی بھی ہمدردی ان حکمرانوں کو نہیں ہے۔ نہ سرحد کے اُس پار، نہ سرحد کے اِس پار۔ اس لئے میں دونوں کو متوجہ کر سکتا ہوں ایک ہی زبان میں اور دونوں کے احمدیوں کو یہی تعلیم دے سکتا ہوں جو عالمی تعلیم ہے اور یہ تعلیم دینے کے نتیجے میں کوئی مجھ پر یہ قدغن نہیں لگا سکتا کہ یہ تمہاری وطن کی محبت کے خلاف ہے۔ وطن کی محبت کا تقاضا ہے جو میں پورا کر رہا ہوں اور یہ قرآن کی شان ہے کہ یہ تقاضا میں تمام دنیا میں بعینہٖ اس طرح پورا کر سکتا ہوں اور کوئی مجھ پر یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ اس نے جنبہ داری سے یا جانب داری سے کام لیا ہے۔ پس یہ حسن ہے قرآن کریم کا جس کی کوئی مثال دنیا میں کسی کتاب میں دکھائی نہیں دیتی۔

اس پر آپ دیکھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم چن لئے جاؤ خواہ کسی طرح بھی چن لئے جاؤ تو جب حکومت کرو تو کچھ عدل سے تو کام لو، اس وقت ہی کچھ عدل کر لیا کرو۔ اگر جیتنے میں تم نے اپنی خواہش کے احترام میں عوام سے زبردستی ووٹ لے لئے ہیں جن کو عقل ہی نہیں کہ کس کو ووٹ دینا ہے تو اب جبکہ تم حاکم بن گئے ہو تو ان عوام سے کچھ حسنِ سلوک کرو۔ یہ حسنِ سلوک صرف عدل تک محدود نہیں رہتا بلکہ قرآن کریم کی ایک اور آیت اس حسن سلوک کو آگے بڑھا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (النحل:91) کہ عدل تو پہلا مقام ہے محض عدل کے ذریعہ تمہارے مسائل حل نہیں ہو سکتے کیونکہ بعض دفعہ عدل کے ذریعہ جو کچھ اقتصادی نظام جاری ہے اس کو عدل کے ذریعہ چسپاں کریں تب بھی مسائل کا حل نہیں ہوتا۔ اس کے لئے امیروں اور بڑے لوگوں کو لازماً قربانی کرنی پڑے گی۔ اس لئے قرآن کریم کی حکمت بالغہ ہمیں بتاتی ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى۔ احسان کرنا نہیں سیکھو گے تو تمہارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ اگر احسان کا سلوک ہوتا پاکستان یا ہندوستان میں تو عوام النّاس خود اپنی حکومتوں پر جانیں چھڑکتے۔ اب ان سے زبردستی حماقت کے ساتھ جانوں کی قربانی لی جارہی ہے۔ جانیں تو بے چارے اب بھی چھڑکیں گے لیکن کہاں جان چھڑکنی چاہئے اس کا کوئی علم نہیں۔ اگر قرآنی تعلیم پر عمل ہو تو یہ عوام واقعۃً اپنے راہنماؤں کی جوتیاں اٹھاتے پھریں گے، ان کے اوپر آنچ آئے گی تو اپنی جان پیش کر دیں گے کیونکہ عوام النّاس میں یہ ایک گہری خوبی ہے جو ساری

دنیا کے عوام الناّس میں ہے کہ ان سے اگر احسان کا سلوک کریں تو وہ اس پر عام لوگوں کی نسبت زیادہ ممنون ہوجاتے ہیں۔ دانشور یا امیر لوگوں پر احسان کروتو وہ بھول بھی جایا کرتے ہیں مگر عوام کو موہ لینے کا اس سے بہتر کوئی طریق نہیں۔ یہ طریق تاریخ مذہب سے قطعی طور پر یقینی ثابت ہوتا ہے۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اس کا ایک اطلاق عام ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدل سے کام لیا اور عدل سکھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی سے کام لیا اور اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی کے طریق سکھائے اور دیکھو کہ جو دشمن تھے وہ فی الحقیقت جان نثار کرنے والے بن گئے بلکہ ان کی جانیں قبول نہ ہوتی تھیں تو روتے ہوئے واپس جایا کرتے تھے کہ ہم سوائے جان کے کیا پیش کر سکتے تھے مگر وہ بھی قبول نہیں ہوئی۔

یہ عظیم عالمی انقلاب جو ہر ملک میں برپا ہوسکتا ہے اس کے لئے کسی مذہب کی ضرورت نہیں۔ ان تین بنیادی اصولوں کو پکڑ لینے کی ضرورت ہے۔ ان اصولوں کے پیش نظر تمام دنیا کے ہر ملک میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا ہوسکتا ہے جس سے یہ دنیا فی الحقیقت جنت بن سکتی ہے مگر اس کا فقدان تمام بڑی عالمی طاقتوں میں بھی ہے اور اس کا فقدان ان غریب ملکوں میں بھی ہے جو بڑی طاقتوں کے ظلم کی چکی میں پیسے جاتے ہیں۔ اس پہلو سے میں جماعت احمدیہ کو ایک عالمی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ عدل، احسان اور اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر ان تین صفات حسنہ پر عمل شروع کر دیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دعا سے کام لیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دعا کے بغیر اور مقبول دعاؤں کے بغیر آج نہ ہندوستان کے مسائل حل ہو سکتے ہیں نہ پاکستان کے حل ہو سکتے ہیں۔ جب اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی پہ غور کریں تو ایک ایسی ماں سامنے آئے گی ناجس کا بچہ بیمار ہے اور حالات بتا رہے ہیں کہ وہ ٹھیک ہونے والا نہیں۔ کیا کر سکتی ہے سوائے دعا کے اور اس وقت کی دعا جو دل کی گہرائی سے اٹھتی ہے، جو زخمی دل کی دعا ہے وہ اللہ تعالیٰ عام حالات کی دعا سے زیادہ سنتا ہے۔ پس ہر احمدی دل کو اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی کے تحت ایک ماں کا دل ہوجانا چاہئے۔ وہ دنیا کے غموں کو محسوس کرے اور واقعۃً دل میں تکلیف محسوس کرے۔ راتوں کو اٹھے اور بلبلائے۔ دن کو سوچتے وقت ہر وقت اس کو یہ خیال زخمی کر رہا ہو کہ بہت سے میرے بھائی بند ہیں جو گہری تکلیف میں مبتلا ہیں جو دور کی تکلیفیں ہیں وہ ان کو قریب دکھائی دیں تب دل سے وہ دعا نکلے گی جو مقبول ہوا کرتی ہے۔

دُور کی تکلیف آپ اخباروں میں پڑھ لیتے ہیں لاکھوں بھوک سے مر گئے لیکن اگر کسی ایک کو بھی بھوک سے مرتا ہوا دیکھیں اور خود دیکھیں قریب سے، پھر پتا چلے گا کہ بھوک سے مرنا کیا ہوتا ہے۔ اگر اپنے کسی بچہ کو بھوک سے مرتا ہوا دیکھیں تو پتا چلے گا۔ خبروں کی بات نہ کریں۔ سب کو علم ہے کہ لاکھوں کروڑوں بھوک سے مر رہے ہیں لیکن اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی کا مطلب ہے ان لوگوں کو اس نظر سے دیکھیں جیسے آپ کا بچہ بھوک سے مر رہا ہو، آنکھوں کے سامنے بھوک سے مر رہا ہو اس وقت جو دل پہ گزرے گی وہ دل پہ گزرے گی تو دعا مقبول ہوگی۔ ماؤں کی دعا تو اس لئے بھی بعض دفعہ مقبول نہیں ہوسکتی کہ ساری زندگی ان کی خدا سے دور کٹی ہے صرف بچہ بچانے کے لئے رو رہی ہوں لیکن جو بچہ آپ کا نہیں ہے اور اللہ کی خاطر اس سے بچوں والی ہمدردی ہے یہ ناممکن ہے کہ یہ دعا قبول نہ ہو۔ ایسی ہی دعائیں تھیں آنحضرت ﷺ کی جنہوں نے ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی وجہ سے ہمیشہ آپ ﷺ کی دعاؤں ہی کو انقلاب کا باعث قرار دیتے ہیں جبکہ دوسرے دنیا دار صوفیاء ہوں یا مذہبی لیڈر ہوں ان کا وہم تک اس طرف نہیں جاتا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں نے انقلاب برپا کیا تھا اور وہ یہ دعائیں تھیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ پس اپنے دلوں کو ٹٹولیں۔ خبریں پڑھتے ہیں Excite ہونے کے لئے تو آپ اس صورت میں مومن دل نہیں رکھتے۔ آج کل بڑا ہنگامہ چل رہا ہے خبروں کا۔ CNN کیا کہہ رہی ہے اور اخبار میں کیا چھپ رہا ہے اور نواز شریف نے کیا بیان دیا ہے اور واجپائی نے کیا بیان دیا ہے اور بہت لوگ ایکسائیٹ ہیں۔ گھروں میں چرچے ہو رہے ہیں آپس میں باتیں چل رہی ہیں آج یہ خبر آ گئی، اب یہ خبر آ گئی۔ خبر آ رہی ہے بربادی کی اور تمہیں ہوش ہی کوئی نہیں۔ تم باتوں کے چسکے لے رہے ہو کہ یہ خبر آ گئی اور وہ خبر آ گئی۔ یہ مومن دل کا تقاضا نہیں ہے۔ یہ وہ دل نہیں ہیں جو میں احمدیوں کے سینوں میں دھڑکتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔

اس لئے میری آپ سے التجا ہے، بار بار آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ اپنے سینوں میں وہ دل دھڑکائیں جو لوگوں کے غم سے دھڑکتے ہوں، لوگوں کے خوف سے دھڑکتے ہوں۔ وہ اللہ کی خاطر ایسا کریں۔ یہ وہ دل ہیں جن کی دھڑکنیں خدا کی تقدیر کی دھڑکنیں بن جائیں گی۔ لازماً دنیا میں انقلاب برپا ہوں گے۔ اس کو کوئی معمولی اور چھوٹی بات نہ سمجھیں، اس پر عمل کریں۔ اور علاوہ ازیں

اب ان مصیبت کے دنوں میں جو بھائی بندوں پر ٹوٹنے والی ہے اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ تیار کریں کہ اپنی سہولتیں ان میں تقسیم کریں اور ان کے دکھ بانٹیں۔ یہ دوسرا عملی اقدام ہے جس کے نتیجے میں مَیں یقین کر سکوں گا کہ واقعۃً آپ وہ بندے ہیں جن کے سپرد اللہ نے اس کائنات کی اس وقت میں بڑی ذمہ داری ڈالی تھی۔ بظاہر تو آپ کی ذمہ داری اس دنیا سے تعلق رکھتی ہے مگر اس کائنات کی جان یہ دنیا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی دنیا ہے۔

اس پہلو سے میں کہتا ہوں کہ ساری کائنات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کی تھی اسے ادا کرنا محض باتوں سے نہیں ہوگا، محض ہیجان سے نہیں ہوگا جو آج باہر گلیوں میں بھی دکھائی دے رہا ہے اور آپ کی باتوں میں بھی دکھائی دے رہا ہے۔ بہت سے گھر ہیں میں جانتا ہوں ان کا دن رات کا اب یہ پیشہ بن گیا ہے کہ ہر وقت CNN کو لگائے رکھیں اور دیکھیں کہ اب وہ کیا کہہ رہی ہے حالانکہ CNN کی اکثر خبریں بھی پروپیگنڈا کی خاطر بنائی جاتی ہیں اور پہلے بھی CNN نے دنیا کی بہت سی مخلوق کو گمراہ کیا ہے۔ جو بغداد میں گزری ہے، جو عراق پر بنی، جو بوسنیا وغیرہ میں ہوتا رہا ان سب جگہوں پر CNN اس دھوکہ بازی کی وجہ سے ساری دنیا کی رائے عامہ کو غلط رستہ پہ چلاتی رہی ہے اور آخر پر پھر CNN یہ اقرار کرتی ہے کہ ہاں یہ بات نظر سے رہ گئی تھی اور یہی باتیں کرنے والے CNN کے شیدائی کہتے ہیں اب تازہ خبر آئی ہے CNN سے کہ وہ پہلی باتیں جھوٹی تھیں حالانکہ اتنی عقل نہیں کرتے کہ جب باتیں ہو رہی تھیں آپ کو پتا ہونا چاہئے تھا جھوٹ بول رہے ہیں کیونکہ پیشہ ہی ان کا یہ ہے ہمیشہ سے۔ یہ ایک جال پھیلایا گیا ہے دنیا میں دھوکے بازی کا اور لوگ ہیں کہ اس کو لگائی پھرتے ہیں اس لئے کہ ساتھ کچھ گندی فلمیں بھی دے دیتے ہیں یہ۔ ساتھ کچھ ایسی کھیلوں کی خبریں بھی دے دیتے ہیں جن میں دلچسپی ہوتی ہے ان میں ناچ گانا، اچھل کود اور جسم کی عریانی یہ نمایاں ہوتے ہیں۔ تو خبریں صرف نہیں ہیں جو آپ کی دلچسپی کا موجب بنتی ہیں خبریں پیش کرنے کا انداز بھی آپ کی دلچسپی کا موجب بنتا ہے ورنہ صبح اٹھ کر اخبار میں وہ ساری خبریں پڑھ سکتے ہیں جو CNN نے آپ کو دی ہیں۔ اس کے دینے کے انداز کے آپ شیدائی ہیں اور وہ انداز دجل کا انداز ہے اور جھوٹ کا انداز ہے اور آپ کے خاندان کو ناپاک کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اس لئے عقل اور حکمت سے کام لیں۔ خبروں میں دلچسپی رکھیں خبروں کے جھوٹے انداز میں دلچسپی نہ رکھیں۔

خبریں دینے والوں کو پہچان لیں کہ یہ دجال کا ایک بازو ہے اور اس بازو سے دجال رائے عامہ کو ہموار کرنے کا بہت بڑا کام لے رہا ہے۔

پس میں چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ تو وہ ہو جس کو دجال کا دُھواں تک بھی نہ پہنچے اور اس دنیا میں اگر آپ نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں جو دجال کے اثر سے پاک ہے۔ سارے کے سارے دجال کے دائرے کے نیچے ہیں۔ پس میں اُمید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے گا۔ اس کے لئے محنت کی ضرورت ہے، تردّد کی ضرورت ہے، دلوں کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے۔ اور دعائیں جہاں دوسروں کے لئے مانگیں وہاں اپنے دل کے لئے بھی مانگیں۔ بھکاری بن جائیں خدا کے حضور کہ اے خدا! ہم وہ دل چاہتے ہیں جو تجھے پسند ہو مگر بہت مشکل کام ہے۔ تو یہ دل ہمیں عطا فرمائے تو دل عطا ہوں گے۔ تو اگر یہ دل ہمیں عطا نہ فرمائے تو ہم دنیا کے دلوں کو کیسے بدلیں گے۔ پس اس عاجزانہ اقرار کے ساتھ آگے بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ دنیا کے ہر ملک کی خدمت کر سکیں۔ ہر ملک کا احمدی اپنے ملک کا وفادار ہو اور ہر ملک کے احمدی کی وفاداری کسی دوسرے ملک کے خلاف نہ ہو۔ خدا کے ساتھ وفاداری ہو اور اپنے ملک کے باشندوں کے حق میں وہ وفاداری کام کر رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین